میں ہوں زندانِ شام، میں ہوں زندانِ شام

میں نے دیکھے ہزارہا قیدی ایسے قیدی مگر نہیں دیکھے
خوں میں ڈوبے بدن تو دیکھے ہیں اس قدر خوں میں تر نہیں دیکھے

میں نے دیکھے ہیں جتنے قیدی بھی اُن کی آنکھوں سے اشک جاری تھے
اُن کے جسموں پہ زخم کاری تھے اُن پہ لمحے الم کے بھاری تھے
جن کا رونا مجھے رولاتا ہو، میں نے یوں نوحہ گر نہیں دیکھے

خود میں ہی قید ہو رہا ہوں میں، دیکھ کر ان کو رہ رہا ہوں میں
کیا بتاؤں یہ درد کیسا ہے جس کو دل میں سمو رہا ہوں میں
میں نے مظلوم تو کئی دیکھے ایسے مظلوم پر نہیں دیکھے

ایک قیدی تو ان میں ایسا ہے طوق جس کے گلے میں بھاری ہے
قافلے کا یہی مہاری ہے جس کی آنکھوں سے خون جاری ہے
صبر کے جو ہنر ہیں پاس اس کے، میں نے ایسے ہنر نہیں دیکھے

اس مصیبت پہ شکر کے سجدے اتنی غربت پہ شکر کے سجدے
انبیاء بھی نہ کر سکے ہوں گے ایسی حالت پہ شکر کے سجدے
جن کے سر پر ہو ناز سجدے کو میں تو ایسے سر نہیں دیکھے

شام روتے، سحر کو روتے ہیں بے کسی کے سفر کو روتے ہیں
تھام کر یہ جگر کو روتے ہیں، یاد کر کر کے گھر کو روتے ہیں
ایسا لگتا ہے ان غریبوں نے ایک مدت سے گھر نہیں دیکھے

ایسے قیدی کہ جن کے آنے پر قیدخانے سجائے جاتے ہیں
خود رُلاتے ہیں اور رونے پر تازیانے لگائے جاتے ہیں
قیدیوں پر ستم تو دیکھے ہیں، پر ستم اس قدر نہیں دیکھے

ان کے رونے سے ایسا لگتا ہے جیسے یہ دو جہاں روتے ہیں
جب بھی کرتے ہیں رو کے یہ نالے سب زمیں آسمان روتے ہیں
میں نے نالے کسی بھی قیدی کے اس قدر پُر اثر نہیں دیکھے

ایسی قامت ہے ان کی نورعلی دین کی قامتِ دراز ہیں یہ
ہیں نمازی کہ خود نماز ہیں یہ، دونوں عالم کے چارہ ساز ہیں یہ
قید میں قیدیوں کو دیکھا ہے، قید میں چارہ گر نہیں دیکھے

طالبِ دعا
نورعلی نور